شراب و قمار

جناب ریاض الحسن صاحب

(۶)

ہمارے بعض ناظرین کہیں گے کہ جب مغرب میں شراب کے خلاف اتنا کام ہو رہا ہے تو وہاں اس کی کثرت کیوں ہے۔ اس کی دو وجوہ ہیں۔ اوّل یہ کہ شراب ان کے مذہب میں نہ صرف حرام نہیں بلکہ کلیسا کے ساتھ لازم و ملزوم ہے۔ دوسرے یہ کہ یورپ کی اقوام نسلی طور پر شرابی اور جرائم پیشہ ہیں۔ اور یہ جرائم بڑی تیزی سے بڑھ رہے ہیں مثلاً ۱۹۶۰ء سے ۱۹۶۵ء کے عرصہ میں امریکہ کی آبادی میں اضافہ تو ۶ فیصد ہوا لیکن بڑے جرائم میں اضافہ ۴۶ فیصد ہوا۔ ۱۹۶۵ء میں بڑے بڑے جرائم ۲,۷۵۰,۰۰۰ ہوتے (یعنی ہر روز سات ہزار پانچ سو چونتیس بڑے جرائم)۔ جنسی آزادی جس قدر وہاں ہے اس کا حال سب کو معلوم ہے لیکن اس کے باوجود ۱۹۶۵ء میں ۲۲۴۷۰ عورتوں کی زبردستی آبرو ریزی کی گئی[1] (یعنی تقریباً ۶۲ عورتوں کی عصمتیں ہر روز زبردستی لوٹی جاتی ہیں۔ اور جو کچھ رضامندی سے ہوتا ہے اس کا شمار ہی کیا)۔ یہ سب کچھ ایسے حالات میں ہوتا ہے کہ ان ملکوں کی پولیس بے انتہا چوکس اور جدید آلات اور طریقوں سے لیس ہے۔

مئی ۱۹۶۸ء کے ریڈرز ڈائجسٹ سے پتہ چلتا ہے کہ امریکہ میں خاص خاص شہروں میں سڑکوں اور مکانات غرض پورے شہر کی ہیلی کاپٹروں سے ہر وقت نگرانی شروع ہو گئی ہے۔ ہیلی کاپٹر سڑک کی گشتی پولیس کاروں سے رابطہ رکھتے ہیں اور مجرموں کو دوربین سے نظر میں رکھتے ہیں۔ حتیٰ کہ پولیس کاریں موقع پر پہنچ جاتی ہیں۔ لیکن خاص حالت میں ہیلی کاپٹر خود بھی اتر پڑتے ہیں۔ حال میں سوسن نامی بچی کو ہیلی کاپٹر کی مدد سے بچایا گیا۔ لاس اینجلز میں اسکول سے چھٹی کے وقت لڑکیوں کو اغوا کرنے کے واقعات بہت ہوتے تھے۔ حتیٰ کہ شہر کی تین پولیس کاریں حفاظت کے لیے ناکافی

[1] WORLD ALMANAC 1967 OAGE 693

ہو رہی تھیں۔ پس ہیلی کاپٹر کی مدد حاصل کی گئی۔ ہیلی کاپٹر اگرچہ زمین سے صرف ۵۰۰ فٹ اونچا تھا لیکن اس کی آواز بہت ہلکی تھی۔ ہیلی کاپٹر نے دُوربین سے دیکھا کہ ایک اعلیٰ درجے کی کار سے دو بچیاں اچانک پرے ہٹ گئیں تھوڑی دیر بعد ایک اور لڑکی اس کار میں بیٹھتی دیکھی گئی۔ ہیلی کاپٹر کی ہدایات پر فوراً پولیس کاروں نے اس موٹر کو گھیر لیا اور اس طرح سے اغوا کا ملزم پکڑا گیا (دیکھیے صفحہ ۹۸)

اس ایک واقعہ سے وہاں کی پولیس کی کارکردگی اور اعلیٰ انتظامات کا اندازہ ہو سکتا ہے۔ اگر وہاں کی پولیس ایسی نہ ہوتی تو کسی کا گھر سے نکلنا تو کجا اپنے گھر کے اندر محفوظ رہنا بھی ناممکن ہو جاتا اور ہر طرف تباہی مچ جاتی۔

وہاں کی جنسی حالت جس میں شراب اور بے پردگی کو بہت بڑا دخل ہے۔ اس کا نقشہ نیوز ویک ۱۳ نومبر ۱۹۶۷ء نے اپنے مضمون "ہر جاتی سماج (PERMISSIVE SOCIETY)" میں کھینچا ہے۔ تفصیلات دیتے ہوئے اس نے یہ بھی لکھا ہے کہ ہماری جنسی بے راہ روی اس درجہ کو پہنچ چکی ہے جس پر روم اپنی تباہی سے فوراً پہلے پہنچا تھا اگر جرائم کو بحیثیتِ مجموعی دیکھا جائے تو یہ کہا جا سکتا ہے کہ سوشلسٹ ممالک کا بھی حال کچھ زیادہ مختلف نہیں ہے بلکہ بعض جرائم میں تو وہ امریکہ کو بھی پیچھے چھوڑ چکے ہیں۔

ڈنمارک ویلفیئر سٹیٹ ہونے کی حیثیت سے سوشلسٹوں کی جنت ہے۔ وہاں ہر بیوہ عورت کے لیے پنشن ہے[1]۔ دیگر تمام آسائشیں موجود ہیں۔ لیکن اس اقتصادی بہشت میں بے حیائی بھی اپنے اوج پر ہے۔ مورخہ ۷ اگست ۱۹۶۸ء کا پاکستان ٹائمز اس ملک کے دارالسلطنت کے متعلق لکھتا ہے "تیرہ ماہ قبل جب فحش نگاری پر سے پابندی ہٹائی گئی تو ریلوے سٹیشن کے نزدیک درجنوں دکانیں خاص فحش اور عریاں لٹریچر کی کھُل گئیں۔ پہلے چند ہفتوں میں تو خوب بکری ہوئی لیکن آخر کار بکری میں کمی ہونی شروع ہو گئی ... تو ایک دکان کا مالک جو فوٹوگرافر تھا اس نے بکری میں اضافہ کرنے کے لیے عریاں سینے (TOPLESS) والی سیل گرلز کو ملازم رکھا۔ مالک دکان کا کہنا ہے کہ اس لائن میں ہمیں نئی نئی چیزیں کرنا پڑتی ہیں ....

یہ اخبار مزید لکھتا ہے:

"کچھ بھی ہو ڈنمارک کی ایک آزاد اور کھلی چھٹی دینے والی سوسائٹی کی حیثیت سے جو شہرت ہے وہ

---

[1] تفصیلات کے لیے دیکھیے، ورلڈ المناک ایڈیشن ۱۹۶۷ء، ص ۶۱۴۔

مستحکم بنیادوں پر ہے۔ شادی سے پہلے جنسی بدفعلی رواج بن چکی ہے۔ اور کسی سکول یا کالج میں زنا کرنے پر طالب علموں کو سزا نہیں دی جاسکتی۔

تمام جرائم میں سب سے بڑا جرم قتل سمجھا جاتا ہے۔ اس میں سوشلزم کا مشہور علمبردار ملک فن لینڈ تمام مہذب ممالک میں سرفہرست ہے۔ یہاں قتل کے واقعات کی بڑی ذمہ داری شراب نوشی پر ہے۔ اشتراکی نظریۂ اخلاقِ جنسی کو سمجھنے کے لیے اس موضوع پر دو بنیادی کتابوں کا مطالعہ ضروری ہے۔ ایک اینجلز کی کتاب "کنبے کا آغاز" (ORIGIN OF FAMILY) اور دوسری لینن کی تصنیف "آزادئ نسواں" (EMANCIPATION OF WOMEN) بالخصوص صفحات ۳۶، ۳۸ تا ۴۰، ۱۰۳۔ ان دونوں میں شادی بیاہ اور خاص طور پر وحدتِ زوج کا مذاق اڑایا گیا ہے۔ سوشلسٹ روس میں ۱۹۳۳ء سے پہلے عملِ قومِ لوط قانوناً جائز تھا۔ یہ امور کلی طور پر ثابت کرتے ہیں کہ وحیِ الٰہی کے بغیر انسان نہ اگلی دنیا میں فلاح پاسکتا ہے اور نہ اس دنیا میں۔ اسلامی تہذیب اور قوانین کو اپنانے بغیر کوئی سوسائٹی ان مصیبتوں سے نہیں بچ سکتی۔ قرآنی ہدایت کے بغیر دنیاوی ترقیاں سوسائٹی کو فائدہ کے بجائے الٹا نقصان پہنچاتی ہیں۔ یہ بات مغربی دنیا کے حالات کو دیکھنے سے اظہر من الشمس ہو جاتی ہے۔ جس بے دردی سے ایک مغربی "مہذب" انسان جنگ اور امن دونوں میں دوسرے انسان کو قتل کرتا ہے اور ان کی عورتوں کی عصمتوں کو لوٹتا ہے اس کو سن کر ہی مشرق کے "غیر مہذب" لوگ کانپ اٹھتے ہیں۔

یورپ میں کس طرح سے شراب کی برائیوں کو اجاگر کیا جا رہا ہے اس کا کچھ اندازہ مندرجہ ذیل رسالوں کے مسلسل مطالعہ سے ہو سکتا ہے:

(1) BRITISH MEDICAL JOURNAL

(2) INTERNATIONAL JOURNAL ON ALCOHOL AND ALCOHOLISM.

(3) QUARTERLY JOURNAL OF STUDIES ON ALCOHOL

(4) AMERICAN JOURNAL OF PSYCHIATRY

میڈیکل ریسرچ کونسل انگلینڈ نے پریذیڈنٹ رائل سوسائٹی کی سرکردگی میں ایک "الکوہل انوسٹیگیشن کمیٹی"

بنائی تھی جس کے ممبر انگلینڈ کے آٹھ چوٹی کے ڈاکٹر تھے۔ انہوں نے ریسرچ کے نتیجہ میں ایک کتاب چھاپی تھی جو شراب کی برائیوں سے پر ہے اس کا نام ہے "الکوہل اور اس کے جسم انسانی پر اثرات" (ALCOHOL, ITS ACTION ON THE HUMAN ORGANISM) - اس کے کئی ایڈیشن نکل چکے ہیں۔ اس کمیٹی کے ممبروں میں سے ڈاکٹر کشنی (CUSHNY) سے پاکستان کے ڈاکٹر واقف ہیں کیونکہ وہ ان کی لکھی ہوئی ٹیکسٹ بک پڑھ چکے ہیں۔ اس کمیٹی کے ایک ممبر برٹش رائل سوسائٹی آف سائینس کے پریذیڈنٹ بھی تھے۔

حکومت انگلستان نے جو "شاہراہ عام کا ضابطہ" (HIGHWAY CODE) بنایا ہے اس کے سرِورق کے اندر والے حصہ میں REMEMBER "یاد رکھیے" کی سرخی کے تحت یہ لکھا ہے:

"الکوہل، خواہ کتنی ہی قلیل مقدار میں کیوں نہ ہو، اسے پی کر سڑکوں پر گاڑی چلانا غیر محفوظ ہے۔ سلامتی کا واحد اصول یہ ہے کہ جب تمہیں گاڑی چلانا ہو تو شراب ہرگز نہ پیو۔ اس اصول کا اطلاق تمام مسکرات پر ہوتا ہے، خواہ ان کا استعمال بطور علاج ہو۔ ۱۹۶۱ء ایڈیشن۔"

ناروے اور سویڈن وغیرہ میں تو شراب پی کر کار چلانے کی بالکل اجازت نہیں ہے۔ وہاں کسی وقت بھی کسی ڈرائیور کو روک کر اس کا خون اور پیشاب ٹیسٹ کیا جا سکتا ہے اور اگر اس کے خون میں الکوہل کا کچھ بھی نمایاں اثر پایا جائے تو ڈرائیور کے خلاف مقدمہ چلا کر جیل بھیجا جاتا ہے۔ یہی قانون اب انگلستان میں رائج کرنے کی کوشش ہو رہی ہے۔ پاکستان ٹائمز مورخہ ۳۰ دسمبر ۱۹۶۶ء میں یہ خبر چھپی تھی:

"کرسمس کے چار دنوں میں ٹریفک کے حادثات میں جو جانی نقصان ہوا ہے، اس نے شراب پی کر کار چلانے کو خلافِ قانون قرار دینے میں ہچکچاہٹ کو کمزور کر دیا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ ولسن گورنمنٹ قانون بنا دے کہ راہ چلتے ڈرائیوروں کو روک کر ان کا میڈیکل ٹسٹ کیا جائے کہ آیا ڈرائیور شراب پیے ہوئے ہے یا نہیں۔"

یورپ میں شراب سے کم نقصان دہ چیزیں خلافِ قانون یا حرام ہیں مثلاً بھنگ (CANNIBIS) وغیرہ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اگر بگڑی ہوئی عیسائیت اور رومن کلچر آڑے نہ آتے تو مغرب میں شاید الکوہل بھی افیم اور بھنگ کے مانند خلاف قانون قرار دی جا چکی ہوتی۔ دوسری طرف یہ بھی طرفہ تماشا ہے کہ مغرب میں

ایسی تحریکیں بھی چل رہی ہیں کہ جب شراب جیسی نقصان دہ چیز خلافِ قانون نہیں تو بھنگ جو اس سے بہت کم ضرر رساں چیز ہے اس پر سے پابندی ختم کر دی جا ہیے۔ لیکن یہ طرزِ استدلال بنائے فاسد علی الفاسد ہے۔ ایک غلطی یا کوتاہی دوسری کے حق میں درجۂ جواز نہیں بن سکتی۔

کسی اخلاقی، عقلی یا طبی اصول کے بل پر شراب نہ بجائے خود جائز و مباح قرار دی جا سکتی ہے، نہ کسی دوسری نشہ آور شے کے جواز اور حلت پر دلیل بن سکتی ہے۔ الکوہل کا کوئی ثابت شدہ قابلِ ذکر طبی فائدہ نہیں ہے موجودہ برٹش فارما کوپیا میں بطور دوا الکوہل کی خوراک کا کوئی ذکر نہیں ملتا۔ روزنامہ پاکستان ٹائمز، مورخہ ۲۰ راگست ۱۹۶۷ء میں اس موضوع پر جیک کنڈرو کے قلم سے ایک مضمون چھپا ہے جس میں انہوں نے بیان کیا ہے کہ الکوہل کے استعمال سے جگر، قلب اور اعصابی اختلال کے مہلک امراض پیدا ہوتے ہیں اور امریکن میڈیکل ایسوسی ایشن کے شائع کردہ اعداد و نتائج کے مطابق پچاس لاکھ اور ساٹھ لاکھ کے درمیان امریکی شہری ان تشویشناک بیماریوں کا شکار ہو چکے ہیں الکوہل کا پینا کسی مرض کا علاج نہیں ہے اور موجودہ زمانے میں ہسپتالوں میں اس کا استعمال بطور دوا متروک ہے[1]۔ اس حقیقت کا اعتراف ولیم ڈاک (ایم ڈی) پروفیسر آف میڈیسن سٹیٹ یونیورسٹی آف نیویارک نے مندرجہ ذیل الفاظ میں کیا ہے جس میں ڈاکٹری کی تمام شاخوں اور ان کی کتب کا بھی احاطہ کیا گیا ہے۔

ڈاکٹری کی امریکن اور برٹش کورس کی کتابیں اور خاص عوارض کی فنی کتابیں (مثلاً دل کی بیماریوں، معدہ کی بیماریوں، اعصاب اور ذہنی عوارض کی خاص کتابیں) الکوہل کے نقصانات کے متعلق بہت کچھ بتاتی ہیں اور وٹامن اور پروٹین کی خوراک میں کمی کے برے اثرات کا بھی ذکر کرتی ہیں لیکن الکوہل کے ذریعے علاج کا قطعاً کچھ ذکر نہیں کرتیں:

ڈاکٹر ٹرھیوم۔ ایم۔ ڈی (TERHUME. M. D.) فاؤنڈر و میڈیکل ڈائرکٹر سلورہل فاؤنڈیشن نیویارک لکھتے ہیں:

---

[1] مکسچروں اور ٹنکچروں وغیرہ میں جو الکوہل کی کچھ مقدار ہوتی ہے وہ صرف جڑی بوٹیوں یا دوسری ادویات کو سڑنے سے محفوظ رکھنے یا حل کرنے کے لیے ڈالی جاتی ہے۔ اتنی معمولی مقدار بظاہر چاہے کوئی نقصان نہ دے لیکن دوا ناپاک بہرحال ہو جاتی ہے۔ حال ہی میں مغربی پاکستان کے محکمہ صحت نے مکسچر کے نعم البدل کے طور پر گولیاں بنائی ہیں جو مکسچروں کے مقابلہ میں ہر لحاظ سے بہتر ہیں مکسچروں کو بند کرنے کا پروگرام بنایا جا چکا ہے جس کے لیے یہ لوگ مبارک کے مستحق ہیں۔

"ایسی غیر ذمہ دارانہ گفتگو کے باوجود کہ الکوہل ہاضمے کو فائدہ دیتی ہے اور سکون پہنچاتی ہے یا تھوڑی سی الکوہل شریانوں کے لیے اچھی ہوتی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ الکوہل ایک حقیر دوا ہے۔ بلکہ فی الواقع بالکل بیکار ہے۔" (ریڈرز ڈائجسٹ، جولائی ۱۹۶۵ ص ۱۸)

رابرٹ ایس۔ڈی۔راپ (ROBERTS .De ROPP) جنہوں نے نشیات پر بڑے پیمانے پر ریسرچ کی ہے۔ لکھتے ہیں :

"مادۂ حیات کے اس بھدے اور بے ڈھنگے زہر (CRUDE POISON) پر۔۔ اور کوئی ماہر خواص ادویات الکوہل کو اس سے بہتر نام سے نہیں یاد کر سکتا۔ امریکہ کے لوگ جتنا روپیہ خرچ کرتے ہیں اتنا وہ اپنے بچوں کی تعلیم، اپنے مریضوں کے علاج یا اپنے خدا کے نام کی بلندی کے لیے بھی خرچ نہیں کرتے ہیں"[1]

فرانسیسی ان سے بھی چند قدم آگے ہیں۔ ایک عام فرانسیسی اس پر ایک امریکن سے پانچ گنا رقم زیادہ خرچ کرتا ہے۔

مسلمانوں کو خدا کا لاکھ لاکھ شکر ادا کرنا چاہیے کہ اس نے اس کو حرام قرار دیکر امت محمدیہؐ کو اس کی تباہ کاریوں سے چھٹکارا عطا فرمایا۔ شراب کے علاوہ دیگر نشیات کی تو شاید کسی مرض میں ضرورت پڑجائے لیکن اس ام الخبائث کی ضرورت پڑ ہی نہیں سکتی۔ اسی لیے اللہ نے نشیات کو حرام کرتے ہوئے مثال کے طور پر اسی کا نام لینا زیادہ مناسب سمجھا۔ قرآن کے ایک ایک لفظ میں اعجاز ہے جس کو سمجھنے کے لیے اللہ کی ہدایت اور صدق نیت کے ساتھ تفکر ضروری ہے۔ ہم نے چند باتیں بیان کی ہیں اور ہمارے علم کو چند علماء دین کے علم سے کوئی نسبت نہیں۔ قرآن کے اعجاز کو تو بس یہی لوگ سمجھ سکتے ہیں۔ (باقی)

---

[1] DRUGS AND THE MIND P. 120